قبل از بیعت معرفتِ مہدی

اور حدیث "يصلحه الله في ليلة"

ڈاکٹر مفتی ثناءاللہ

فہرست مضامین

مقدمہ:

بیعت سے پہلے امام مہدی کو اپنے بارے میں علم ہو گا یا نہیں؟ اس بارے میں معاصر محققین کا اختلاف ہے۔ جو حضرات اس بات کے قائل ہے کہ امام مہدی کو خود اپنے بارے میں اور دوسرے لوگوں کو بھی ان کے مہدی ہونے کے بارے میں علم نہیں ہو گا، بلکہ اچانک ایک رات میں امام مہدی مہدویت کے مرتبے پر فائز ہوں گے، وہ حضرات سنن ابن ماجہ، مسند احمد اور دیگر کتب حدیث میں ایک راویت سے استدلال کرتے ہیں کہ چونکہ حدیث میں یہ تصریح موجود ہے کہ یصلحہ اللہ فی لیلۃ لہذا اس رات میں امام مہدی مہدویت کے مرتبے تک پہنچ جائیں گے، اس سے پہلے نہ خود مہدی کو اور نہ دوسرے لوگوں کو اس کے مہدی ہونے کے بارے میں علم ہو گا۔

اس مختصر رسالے میں حدیث یصلحہ اللہ فی لیلۃ سے متعلق کتبِ رجال میں محدثین کے کلام کو نقل کیا گیا۔ اور اس حدیث کی تشریح میں قدیم وجدید محققین اور شارحینِ حدیث نے جو معانی ومطالب ذکر کیے ہیں وہ نقل کیے گئے۔ رسالے کے آخر میں امام مہدی کا بیعت کے دوران انکار کرنا اور علمائے کرام کا بیعت سے انکار کرنے سے بھی چونکہ یہ استدلال کیا جاتاہے کہ امام مہدی کو اپنے بارے میں علم نہیں ہوگا، اس وجہ سےآپ بیعت سے انکار کر رہے، وگرنہ اگر آپ کو علم ہوتا، تو آپ انکار نہ کرتے، اس اعتراض کا جواب بھی دیا گیا۔دورانِ تحقیق یہ بات معلوم ہوئی کہ اس ناچیز کے ناقص تتبع کے مطابق شارحینِ حدیث میں سے کسی ایک نے بھی حدیث سے یہ استدلال نہیں کیا کہ بیعت سے پہلے امام مہدی کو اپنے بارے میں یا لوگوں کو ان کے بارے میں معرفت نہیں ہوگی۔ہاں البتہ شاہ عبدالغنی

محدث دہلویؒ نے انجاح الحاجۃ میں اس حدیث کی یہ تشریح کی ہے کہ امام مہدی کی بیعت اچانک ہوگی۔باقی متقدمین شارحینِ حدیث نے یہ تشریح بھی نہیں کی ہے۔تاہم یہ مسئلہ علمی اور محتمل خطا وصواب ہے، جہاں کہیں اہل علم کو اس عاجز کی غلطی معلوم ہو، برائے کرم رہنمائی فرمائیں۔

یہ رسالہ پانچ ابحاث پر مشتمل ہے: پہلا بحث: حدیث کے اسنادی کلام پر۔ دوسرا بحث: حدیث کے بارے میں محققین کے آراء پر۔ تیسرا بحث: حدیث کی تشریح وتحقیق کے بیان میں۔ چوتھا بحث: اصلاح، ہدایت اور مہدویت کے معانی کے بیان میں۔ پانچواں بحث: امام مہدی کا بیعت سے انکار اور علمائے کرام کے اصرار سے متعلقہ مباحث کی تشریح کے بیان میں۔

طالبِ دعا: ثناءاللہ، مردان
۱۲محرم،۱۴۴۲، بروز منگل

بحثِ اول: حدیث یصلحہ اللہ فی لیلۃ کے سند پر کلام

مسند احمد، سنن ابن ماجہ، مسند ابو یعلی، تاریخ اصفہان، حلیۃ الاولیاء لابی نعیم وغیرہ کئی محدثین نے حدیث (**المهدى منا اهل البيت يصلحه الله فى ليلة وفى رواية ويومين**) اس سند سے (عن ياسين العجلي عن إبراهيم بن محمد الحنفية عن أبيه عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه) نقل کیا ہے۔

اس سند میں چند علتیں ہیں:

۱۔ ابراہیم بن محمد الحنفیہ مجہول الحال راوی ہے، امام عجلیؒ اور ابن حبان کے علاوہ کسی محدث نے ان کی توثیق نہیں کی۔

۲۔ یاسین العجلی کو امام بخاریؒ نے ضعیف قرار دیا ہے، کیونکہ یاسین عجلی اس روایت میں متفرد ہے، اس کے علاوہ اس کی کوئی دوسری روایت نہیں۔ لیکن امام ابن معین اور ابوزرعہؒ نے اس کو لا بأس بہ کہا ہے۔

۳۔ امام ابن حبانؒ نے "المجروحین" میں لکھا ہے کہ جن روایات میں یہ متفرد ہو، تو ان سے احتراز کیا جائے اور اگر ثقات کے موافق روایت کرے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۴۔ وکیع بن الجراح نے اگرچہ یہ روایت یاسین عجلی سے نقل کی ہے، لیکن وہ روایت مرفوع نہیں، بلکہ موقوف ہے۔

۵۔ابراہیم بن محمد بن الحنفیۃ سے یاسین عجلی کے علاوہ دیگر رواۃ نے بھی یہ حدیث نقل کی، جس کو امام ابو نعیم نے تاریخ اصبہان میں عن سالم بن ابی حفصہ عن ابراہیم کی سند سے نقل کیا ہے۔[تاریخ اصبہان، ج۱ص۲۰۹]

٦۔اس کے علاوہ متقدمین ناقدینِ حدیث نے اس حدیث میں کلام کیا ہے: امام بخاریؒ نے تاریخ الکبیر میں اس روایت کے بارے میں کہا ہے فی اسنادہ نظر[ج۱ص۳۱۷]

امام عقیلیؒ نے الضعفاء میں لکھا ہے کہ یاسین عجلی کی اس روایت کے الفاظ کسی دوسرے ایک راوی سے بھی منقول نہیں۔[الضعفاء الکبیر، باب الیاء، یاسین بن سیار العجلی الکوفی، ج۴ص۴٦۵]

امام بزارؒ نے اپنے مسند میں اس روایت کو نقل کرکے اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا: "یاسین عجلی کے علاوہ یہ روایت ہمیں نبی کریم ﷺ کے الفاظ میں اس اسناد کے علاوہ دیگر اسانید میں نہیں ملی، تاہم یاسین عجلی کے کلام میں متعارف تساہل کے ساتھ یہ علت بھی ہے"۔[مسند البزار، رقم:٦۴۴، ج۲ص۲۴۳]

امام ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اس روایت کو نقل کرکے لکھا ہے: یاسین عجلی سے اس روایت کے نقل کرنے والے وکیع، ابن نمیر اور ابو داود الحفری وغیرہ حضرات ہیں، جب کہ ابراہیم بن محمد ابن الحنفیہ سے محمد بن فضیل عن سالم بن اَبی حفصۃ نے بھی یہ روایت کیا ہے، تاہم محمد بن الحنفیۃ کی سند سے یہ روایت غریب ہے۔[حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ج۳ص۱۷۷]

امام بوصیریؒ نے اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا علی بن ابی طالبؓ کی اس اسناد میں مقال (یعنی کافی ساری باتیں موجود) ہے،[مصباح الزجاجۃ فی زوائد ابن ماجۃ، ج۴ص۲۰۴]

خلاصہ کلام: علامہ ابن حجرؒ، علامہ ابن کثیرؒ، علامہ سیوطیؒ وغیرہ محدثین حضرات کے نزدیک یہ حدیث صحیح یا حسن ہے۔ جب کہ معاصر محققین میں سے علامہ البانیؒ، علامہ احمد محمد شاکرؒ، شعیب الأرنووط، علامہ تویجری، عبدالمحسن ابن العباد البدر، فواد عبدالباقی اور حسین سلیم اُسد وغیرہ محققین کے نزدیک بھی اس حدیث کی سند حسن سے کم نہیں۔

حدیث یصلحہ اللہ فی لیلۃ کے معنی کے بارے میں محققین کے آراء

۱۔ ملا علی القاریؒ نے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے(أي: يصلح أمره " ويرفع قدره في ليلة واحدة أو في ساعة واحدة من الليل ; حيث يتفق على خلافته أهل الحل والعقد فيها ")یعنی اللہ تعالیٰ امام مہدی کے لیے بیعت کا معاملہ آسان فرمادیں گے اور اس کی بیعت کے لیے اہلِ حل وعقد کو متفق کردیں گے اور امام مہدی کی قدر وشان ایک رات میں یا رات کے ایک حصے میں بلند فرمائیں گے۔[رقم:۵۴۵۳،ج۸ص۳۴۳۹]

۲۔ محمد بن اسماعیل صنعانی، کأسلافہ اُمیرؒ لکھتے ہیں: "امام مہدی اپنے مخالفین پر ایک ہی رات میں غلبہ پا جائیں گے اور اس کی تقویت اور تائید ایک رات میں مکمل ہو جائے گی"۔[التنویر شرح الجامع الصغیر، رقم:۹۲۲۲،ج۱۰ص۴۹۳]

۳۔ شیخ عباد سنن ابی داود کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ امام مہدی میں صلاح ونیکی رکھیں گے، جو آپ لوگوں میں اشاعت دین کے لیے پھیلائیں گے اور ظلم وستم کا خاتمہ کرکے عدل وانصاف کا بول بالا کریں گے۔ تاہم یہ بات بعید نہیں کہ بعض مسلم دشمن لوگوں کو جب اللہ تعالیٰ اصلاح کرنے کا ارادہ کرلیں، تو ایک ہی دن میں اسلام

کی وقعت ان کے دل میں ڈال کر اس دشمنی کا رخ مسلمانوں کے بجائے کفار کی طرف کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ کا اسلام سے پہلے مسلمانوں سے دشمنی اور اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کے مقابلے میں کفار سے بغض وعداوت۔[شرح سنن ابی داود للعباد، ج۴۵ص۴۸۱] **تبصرہ:** قبولِ اسلام کے بعد حضرت عمرؓ کا مکی اور مدنی دور نبوت میں کامل اصلاح ہوئی، اسی لیے خلافت کے لیے عہدِ ابی بکرؓ کے

بعد مقرر کیا گیا۔ اچانک ایک ہی رات میں خلافت کے لیے تیاری نہیں ہوئی، ایسے ہی امام مہدی کی اصلاح پیدائش سے شروع ہو چکی ہوگی، مگر اس کی تکمیل خلافت ملنے سے ایک رات پہلے ہوگی۔

۴۔ محدث کبیر شیخ عبد الغنی محدث دہلوی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۲۹۶ھ) نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا کہ یلهمه للامارة والخلافة فجاءة وبغتة۔یعنی امام مہدی کو ایک ہی رات میں امارت اور خلافت کے جملہ امور کا الہام اچانک کیا جائے گا۔[شرح سنن ابن ماجہ للسیوطی وغیرہ، ج۱ص۳۰۰]

اس تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدویات سے متعلق قائدانہ صلاحیت اور خلافت وامارت سے متعلق صفات اور صلاحیت اللہ تعالیٰ ایک رات میں اچانک انہیں عطا فرمائیں گے۔

لیکن جب انبیائے کرام کو روبرو آہستہ آہستہ کئی مراحل سے گزارنے کے بعد اپنا منتخب بندہ بنایا جاتا ہے، تو انبیائے کرام سے کم مرتبے والے حضرات تو بطریقہً اولیٰ اصلاح کے ان مراتب سے ضرور گزریں گے۔

چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے سورج کا مغرب سے نکالنے کا مطالبہ کر کے دم بخود کرانا، ستارہ پرست اور سورج پرستوں کو مناظرہ میں ہرا کر، بعد میں بتوں کو توڑ کر نمرود کی جانب سے آگ میں ڈالا جانا اور زندہ نکل کر ہجرت کرنا اور پھر راستے میں بادشاہِ وقت کے

ظلم کا نشانہ بننا اور بڑھاپے میں بیوی اور نومولود بیٹے کو لق دق صحرا میں چھوڑنا اور پھر چودہ سالہ بیٹے کی ذبح کا حکم ملنا اور ان تمام امتحانات میں کامیاب ہونا ہی درحقیقت واذا ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن۔۔اور آیت مبارکہ وابراھیم الذی وفی۔۔کی عملی تفسیر ثابت ہوئی اگرچہ آپ اولوالعزم نبی ورسول تھے مگر تکمیل ان امتحانات کے بعد ہوئی۔

اسی طرح امام مہدی کا مرتبہ اگرچہ ابتداء سے حسنی حسینی فاطمی سادات میں اشرف اور اعظم ہوگا، مگر اس زمانے میں دین کا بس صرف نام کا رہ جانا اور آپ کا فتنوں سے دور رہتے ہوئے خراسان کا سفر، جیل کی زندگی، گھر بار اہل وعیال کا قید وبند کی مصیبتوں کا جھیلنا اور اس کے بعد امام مہدی کے انصار میں سے ہونے کے لیے کوششیں کرنا اگرچہ اخلاص اور للہیت شمار ہوگی، لیکن دنیا بھر کے علمائے کرام کی جانب سے امام مہدی کے ہاتھ پر بیعت اور پھر حکمت وبصیرت کے ساتھ طائف کے پہاڑوں میں جاکر خسف کا انتظار کرنا اور اس کے بعد جزیرۃ العرب کی فتح ہونا آپ کی جانب لوگوں کا ایک رات میں رجحان ہو جانا شاید یصلح اللہ فی لیلۃ کی عملی تفسیر ہوگی جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لیے تھی۔

ایسے ہی موسی علیہ السلام کا سخت زمانے میں پیدا ہونا، بچپن میں دریا برد ہو کر نجات پانا، درِ فرعون میں پرورش اور تھنِ ام کے دودھ سے تربیت کے بعد مظلوموں کی مدد میں جلاوطنی اور وہاں عظیم پیغمبروں کی اولاد میں خدمت کی زندگی گزار کر واپسی میں کوہِ طور سے نبوت ورسالت اور پھر فرعون کا مقابلہ کرکے کامیاب ہونا آہستہ آہستہ کئی سالوں میں پورا ہوا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وفتناک فتونا فلبثت سنین فی اھل مدین ثم جئت علی قدر یموسیٰ واصطنعتک لنفسی۔یعنی مختلف آزمائشوں کی زندگی گزارنے کے بعد اہل مدین میں خدمت کے بعد ایک مقررہ اندازے کے مطابق ہم آپ کو لے آئے اور اس کے بعد آپ کو اپنی رسالت کے لیے منتخب کردیا۔

ایسے ہی امام مہدی کو بھی کئی آزمائشوں کے بعد خلافت وامارت کا الہام فرما کر انہیں امت کے اس عظیم منصب کے لیے منتخب فرمائیں گے۔

تبصرہ: پورے ذخیرۂ احادیث میں صرف ایک حدیث "يصلحه الله في ليلة" سے صرف ایک محدث کا یہ مطلب اخذ کرنا کہ امام مہدی کو نہ تو خود اپنے مہدی ہونے کے بارے میں علم ہوگا اور نہ ہی دوسرے لوگوں کو ان کے مہدی ہونے کے بارے میں ہوگا، بلکہ اچانک ایک رات میں اللہ تعالی انہیں خلافت وامارت کے لیے تیار فرمائیں گے۔ یہ تشریح نہ محدثِ کبیر عبدالغنی دہلوی رحمہ اللہ سے پہلے کسی اور محدث سے ہمیں نہیں ملی۔ جب کہ یہ تشریح حدیث کے سیاق وسباق کے بھی مخالف معلوم ہوتی ہے، بلکہ قرآن وسنت کے دیگر نصوص اور کئی دلائل کے تناظر میں بھی درست نہیں۔

لہذا احادیث میں امام مہدی کی صفات کو بیان کرنے کے بعد یہ کہنا کہ امام مہدی کو خود اپنے بارے میں علم نہیں ہوگا اور نہ ہی دوسرے لوگوں کو ان کے مہدی ہونے کے بارے میں علم ہوگا، یہ بات درست نہیں ہے بلکہ موجودہ دور میں ہمیں امام مہدی کے زمانے میں وقوع پذیر علامات سے متعلق احادیث کو اپنے زمانے پر منطبق کرنا اور ان دونوں زمانوں کو یکساں پاتے ہوئے امام مہدی کی تلاش سے پہلے آخری زمانے کے فتنوں سے متعلق علوم میں مہارت رکھنے والے علمائے کرام کے ہاتھ پر زندگی اور موت کی بیعت کرنا اور پھر لوگوں میں اس موضوع کو پھیلا کر امام مہدی کے موضوع کی طرف دعوت دینا، امام مہدی کی نصرت کرنا اور امام مہدی کی بیعت کا شرف حاصل کرنے والے تین سو تیرہ ۳۱۳ افراد میں شامل ہونے کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کر کے امام مہدی کا انتظار کرنا اور بیعت کا شرف حاصل ہونے کے بعد جینا اور مرنا امام مہدی کے نام کرنا اصل مقصودِ حیات اور اسلام کا پیغام ہے۔

۵۔علامہ ابن کثیرؒ نے "النہایۃ فی الفتن والملاحم" میں یصلحہ اللہ فی لیلۃ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ امام مہدی کو اپنی توفیقِ خاص، خلافت وامامت کی تفہیم اور رشد وہدایت کے اعلیٰ ترین منازل کی طرف ایک رات میں رہنمائی فرمائیں گے، جب کہ اس سے پہلے آپ اس مرتبے پر فائز نہیں ہوں گے۔[ج۱ص۵۵]

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کے کلام کا حاصل یہ ہوا کہ ایک رات میں اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کی مغفرت فرما کر انہیں خلافت وامارت کے اسباب مہیا کرکے ان کے دل میں ایک ایسے طریقے کا الہام فرمائیں گے، جو پہلے سے ان کے دل میں نہیں ہوگا۔

۶۔اس کتاب کے محقق محمد احمد عبدالعزیز نے علامہ ابن کثیرؒ کی اس تحقیق پر کلام کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ امام مہدی توفیقِ الٰہی اور تفہیمِ ربانی سے خالی ہو، پھر ایک ہی رات میں یہ سب کے سب اوصاف آپ میں آجائیں اور جب صبح اٹھیں، تو اس سب صفات کا مرقع ہو کر امت کا نگہبان بن کر قیادت کا بھاگ دوڑ سنبھالیں اور مسلمانوں کا نجات دہندہ ثابت ہو۔[النہایۃ فی الفتن والملاحم، ج۱ص۵۰]

۷۔علامہ تویجریؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قدرتِ کاملہ سے کچھ بعید نہیں، کہ جب کسی کو ایک کام کے لیے مختص کر دے، تو جب چاہے اس بندے میں وہ صلاحیت پیدا فرمادے۔[اتحاف الجماعۃ بما جاء فی الفتن والملاحم واأشراط الساعۃ، ج۲ص۲۷۷]

۸۔علامہ البانیؒ سے حدیث یصلحہ اللہ فی لیلۃ کے معنی کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: نفسانی اعتبار سے امام مہدی پہلے سے تیار ہوں گے۔ لیکن عام طور پر بڑے اولوالعزم شخصیات کو جب فساد عام ہوتا ہوا نظر آئے، تو یکسو

ہو کر لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ایک رات میں اصلاح فرماتے ہیں، جیسا کہ بغیر تشبیہ کے ہم کہتے ہیں کہ جیسے نبی کریم ﷺ دورِ جاہلیت میں کفار سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے غار میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے، یہاں تک جبرئیلؑ آئے اور وحی لے آئے۔اس کے بعد آپ ﷺ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے رہیں۔تاہم یہ بات واضح رہے کہ کوئی بھی مصلح اس وقت تک کمال کو نہیں پہنچ سکتا، جب تک نبی کریم ﷺ کے ساتھ مشابہت اختیار نہیں کریں گے، لہذاامام مہدی بھی اسی مرحلے سے گزریں گے۔

ایک رات میں اصلاح سے مراد یہ ہر گز نہیں، کہ پہلے فاسق تھے پھر ایک ہی رات میں نیک صالح بن گئے۔اور نہ ہی یہ معنی مراد ہے کہ پہلے جاہل ہوں گے اور ایک ہی رات میں امت کی قیادت کے لیے تیار ہو جائیں گے۔[سوالات الحلبی لشیخه الامام الألبانی،ج۱ص۱۵۶]

۹۔ بعض حضرات نے اس حدیث کی دیگر دو توجیہات کی ہیں:

پہلی توجیہ: عام نیک انسانوں کی طرح امام مہدی بھی بیعت سے پہلے زندگی گزار رہے ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ جب انہیں نوازنے کا ارادہ کریں گے، تو ایک ہی رات میں ان کی اصلاح کریں گے اور انہیں اعلیٰ مرتبے کے صلحاء کی طرح امت کی ہدایت کا غم دیں گے اور اس کے مطابق اصلاح بھی کریں گے، جیسا کہ عمر بن عبد العزیز کے ساتھ معاملہ ہوا کہ بیعتِ خلافت سے پہلے شاہی خاندان کے افراد کی طرح زندگی گزار رہے تھے، لیکن خلافت ملنے کے بعد ان کی زندگی بدل گئی، ایسے ہی امام مہدی بھی ہو سکتے ہیں۔

دوسری توجیہ: امام مہدی کو رعایا کی دیکھ بھال، سیاست کے رموز، خلافتِ راشدہ سے متعلق امور کی رہنمائی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک رات میں دیئے جائیں گے۔ جیسا کہ ابو نعیم اصبہانیؒ نے اصلاح سے متعلق ایک روایت نقل کی ہے، جس میں فرمایا:

«عن حذيفة رضي الله تعالى عنه قال :سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول »ويْحَ هَذهِ الأُمَّةَ مِن مُلوكٍ جَبابِرَةٍ كَيفَ يَقْتُلُونَ ويَخيفونَ المطِيعينَ إلاَّ مَن أظْهَرَ طاعَتَهُمْ، فالمؤْمِنُ التَّقِيُّ يُصانِعُهُمْ بِلِسانِهِ ويَفِرُّ مِنهُمْ بِقَلْبِهِ، وإذا أرادَ اللهُ تَعالى أنْ يُعِيدَ الإسْلامَ عَزِيزًا قَصَمَ كُلَّ جَبّارٍ عَنِيدٍ وهُوَ القادِرُ على ما يَشاءُ أنْ يُصْلِحَ الأُمَّةَ بَعدَ فَسادِها.يا حُذَيفَةُ !لَوْ لَمْ يَبقَ مِنَ الدُّنيا إلاَّ يَومٌ واحِدٌ لَطَوَّلَ اللهُ ذَلِكَ اليَومَ حَتّى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِن أَهْلِ بَيْتِيَ، تَجْري الملاحِمُ على يَدَيْهِ، ويُظْهِرُ الإسْلامَ؛ لا يُخْلِفُ وعْدَهُ وهُوَ سَرِيعُ الحِسابِ»

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس امت کے لیے ظالم اور جابر بادشاہوں سے افسوس! جو نیک لوگوں کو کس کس طرح ظلم و ستم سے ڈراتے ہیں اور انہیں قتل کرتے ہیں۔ صرف وہی لوگ ان سے بچتے ہیں جو ان کی بات مانیں۔ متقی مؤمن ان کے ساتھ زبانی گفتگو کے ذریعے معاملہ رکھے گا مگر اس کا دل ان سے کوسوں دور بھاگے گا، لیکن جب اللہ دوبارہ اسلام کو زندہ کرے گا تو ہر ظالم جبار کو ختم کر دے گا کیونکہ وہ فساد کے بعد امت کی اصلاح پر قادر ہے۔ پھر فرمایا: اے حذیفہ! اگر دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن بھی باقی ہو تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر کے میرے اہلِ بیت کے ایک شخص کو خلیفہ مقرر کر کے اس کے ہاتھ پر ملاحم (خونریز جنگیں) جاری کر دے گا اور اسلام کو دنیا پر غالب کر دے گا۔ [جزء آدم بن ابی ایاس، رقم: ۱۷، ج ۱ ص ۱۸]

اس روایت سے معلوم ہوا امت میں جب فساد آجائے اور ظالم بادشاہ مسلمانوں پر مسلط ہو، تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ امت کی اصلاح کے لیے ظالم بادشاہوں کو ختم کریں گے، تو اسی زمانے میں امام مہدی کا بھی ظہور ہوگا، تو جس امت کی اصلاح ہوتی ہے، ایسے ہی اس دوران امام مہدی کی بھی اصلاح ہوگی، جس کی تکمیل بیعت سے پہلے ایک رات میں مکمل ہو جائے گی۔[حسن التنبہ لما ورد فی التشبہ، ج۳ص۱۳۳]

۱۰۔قربِ قیامت کے سخت حالات اور مسلمانوں کی حالات زار میں خلافت کے لیے امام مہدی کی باطنی، نفسیاتی تیاری اس وقت کے حالات کے ذریعے کریں گے۔ لیکن مرتبۂ مہدویت اللہ تعالیٰ کی جانب سے دیا جانے والا مرتبہ ہے، جو انسان کی کوشش پر موقوف نہیں، جب اللہ تعالیٰ چاہے، تو صفاتِ شخصیہ پر پورا اترنے والے شخص کی اصلاح کر کے اس کو اس عظیم منصب کے لیے تیار کریں گے، محض اپنی خواہش پر کوئی شخص مہدی نہیں بن سکتا اور نہ ہی اپنی کوشش سے کوئی انسان مہدی کا درجہ پا سکتا ہے، ہاں ظاہری علامات کے ساتھ ساتھ باطنی تزکیہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس منصب کے لیے تیاری ہی کسی کو اس کا اہل بنا سکتی ہے۔[دروس للشیخ محمد حسان، ج۶۵ ص۴]

بحث سوم: حدیث یصلحہ اللہ فی لیلۃ کی تحقیق و تشریح

تشریح:

اس حدیث میں اس ایک رات سے مراد بیعت سے پہلی والی رات ہے یا بیعت کے بعد والی رات مراد ہے؟

کیااس ایک رات میں امام مہدی تجربہ کار عالمِ دین، پورے عابد وزاہد، محبت کرنے والااور رحم کا معاملہ کرنے والے لیڈر، سیاسی رہنمااور مضبوط جنگجو کمانڈر بن جائیں گے، جب کہ اس سے پہلے آپ ان مراتب پر فائز نہیں ہوں گے۔

کیا یہ سب کے سب صرف ایک ہی رات میں پورے ہوں گے اور کیااسی طرح نبی کریم علیہ السلام کا نبوت کے لیے اصلاح ایک ہی رات میں ہوئی تھی یا کئی عرصہ لگا تھا۔ یہ بات تو واضح ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے بعثت سے پہلے بکریاں چرائی تھی اور آپ علیہ السلام کے علاوہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام نے بھی بکریاں چرائی تھی۔ رواہ البخاری۔

ابن حجر فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام کی ظاہری اعتبار سے امت کے احوال کی دیکھ بھال کرنے اور صبر و حلم، شفقت و محبت کی صفات کو جلا بخشنے کے لیے بکریوں کے چرانے کو لازمی قرار دیا گیا تاکہ تفرق بازی روکنے اور اجتماعی نظم برقرار رکھنے کا ہنر راسخ ہو جائے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے اور دشمن کی میلی آنکھ سے حفاظت، چوروں سے بچاؤ، مختلف النوع طبیعتوں کے آپس میں جوڑ، شدت پسندوں میں نرمی اور گرم خوافراد سے تساہل وغیرہ کام سختی کے اس سفر میں یہ امور کار آمد ہو سکتے ہیں۔ جب کہ تدریجی ارتقاء کے حصول میں صبر کے مراتب، مشقتوں کے برداشت، تکالیف کے بہاؤ میں ضعف سے دوری مگر عزتِ نفس کا حصول بکریوں کے چرانے میں مضمر ہوتا ہے۔ [فتح الباری، ج۴ ص۴۴۱]

اس حدیث کی تشریح میں ابن حجر رحمہ اللہ کی تطبیق سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کرام پر امت کی تربیت کے لیے بعثت سے پہلے بکریوں کا چرانا لازمی ہوتا تھا اور سید الرسل علیہ السلام نے بھی اسی نوعیت کے حصول کے لیے بکریاں چرائی تھی۔

اس تناظر میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انبیائے کرام کی تدریجی تربیت کو اللہ تعالی نے صرف ایک رات میں مضمر نہیں رکھا کہ ایک ہی رات میں سونے سے اٹھنے کے بعد جب آنکھیں

کھولیں تو ان کی تربیت ہو چکی تھی اور ان کی اصلاح فرما کر انہیں نبوت کے منصب پر فائز کیا ہو۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہر گز نہیں۔

جب انبیائے کرام جیسی اولو العزم شخصیات کی تدریجی تربیت ایک رات میں نبوت کے مراتب کے حصول کے لیے نہیں ہوتی، تو ان کے مقابلے میں اولیاء یا مجددین کے لیے ایسا ہونا تو ناممکن بلکہ دنیوی ظاہری نقشے کے اعتبار سے محال معلوم ہوتا ہے۔

کیونکہ انبیائے کرام صغائر و کبائر سے بعثت سے پہلے اور بعد میں معصوم ہوتے ہیں جب ان کے لیے ایک رات میں یہ اصلاح نہیں ہو سکتی، تو دوسروں کے لیے تو بطریقہ اولی نہیں ہو گی۔ انہی اعتراضات سے بچنے کے لیے شیعہ حضرات نے اس تفسیر کو چھوڑتے ہوئے یہ کہا کہ **یصلحه الله فی لیلة** سے مراد **یصلح الله انصاره فی لیلة** ہے کہ اللہ تعالی امام مہدی کے انصار کی ایک رات میں تربیت فرمائیں گے، لیکن شیعہ حضرات کی یہ تفسیر صراحتا تحریف شمار ہوتی ہے۔

نبی کریم علیہ السلام کی سیرت کو دیکھتے ہوئے اس حدیث کی متعدد تشریحات ہو سکتی ہیں:

مثلا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے اور پیر کے دن حجر اسود کو اٹھا کر رکھا گیا۔ رواہ احمد۔ آپ علیہ السلام کو پیر کے دن پہلی مرتبہ وحی کی گئی۔

پیر کے دن مکہ کی طرف ہجرت کیا۔ پیر کے دن مدینہ پہنچ گئے، اور کعبہ سے بیت المقدس کی طرف پیر کے دن قبلہ منتقل ہوا۔ اسی طرح واپس بیت المقدس سے کعبہ کی طرف قبلہ بدل گیا۔ ایسے ہی غزوہ بدر پیر کے دن تشریف لے گئے۔ اور آپ علیہ السلام دنیا سے پیر کے دن رحلت فرما گئے۔

اسی طرح امام مہدی علیہ الرضوان کی بیعت اتوار کی شب ہفتہ کے دن ہو گی، جیسا کہ عقد الدرر میں علامہ سلمی شافعی نے نقل کیا ہے کہ یوم عاشوراء عشاء کے وقت امام مہدی کی

بیعت ہو گیا ور اسی رات امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے اور وہ بھی ہفتہ کا دن یعنی اتوار کا شب تھا۔اسی وجہ سے اگر ہم یہ کہیں کہ امام مہدی کی ایک دن رات میں تربیت اور اصلاح کا مطلب یہ ہے کہ مثلااتوار کے دن پیدا ہوں گے،اتوار کے دن قرآن یاد کریں گے، اتوار کے دن شادی کریں گے، اتوار کے دن ہجرت کریں گے، شب اتوار کو اس کی بیعت ہو گی اور اتوار ہی کے دن انہیں فتوحات شروع ہو جائیں گے۔

اگر یہ کسی ایسی شخصیت میں جمع ہو جائیں اور دیگر اوصاف کے ساتھ ساتھ علماء کرام اس وصف کو بھی معلوم کرلیں، تو کوئی بعید بات نہیں۔

دوسری تشریح: ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو ایک رات اللہ تعالی کی زیارت نصیب ہوئی اور فرمایا کہ اللہ تعالی کی ایک خاص تجلی وارد ہوئی جو ایک احسن اور خوب صورت شکل میں مجھے نظر آئی، پوچھا کہ ملأاعلی والے کن چیزوں پر لڑتے ہیں، تو میں نے کہا مجھے معلوم نہیں، تو اپنا دست قدرت میرے دنوں شانوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک سے آسمانوں اور زمینوں کے تمام علوم مجھے معلوم ہوئے اور پھر فرمایا کہ ملأاعلیٰ والے کن چیزوں پر لڑتے ہیں: میں نے کہا کفارات میں اور کفارات سے مراد مسجدوں میں نمازوں کے بعد زیادہ وقت گزارنا اور باجماعت نمازوں کے لیے قدم اٹھانا، ٹھنڈک والے ایام میں مکمل وضو کرنا، جو شخص اس طرح جیا، تو خیر وعافیت کی زندگی جیا، اور اگر مرا تو خیر وعافیت کی موت مرا اور اس کی گناہ اسی طرح ختم ہو جائیں گی جس طرح ماں سے پیدا ہوتے وقت بچوں کے گناہ نہیں ہوتے۔

اور اللہ جل شانہ نے فرمایا: اے محمد! جب تم نماز پڑھو تو یہ دعا پڑھو: اللهم انی اسالک فعل الخیرات وترک المنکرات وحب المساکین واذا اردت بعبادک فتنة فاقبضنی الیک غیر مفتون۔

اس حدیث کی روشنی میں اگر یصلحه الله فی لیلة سے یہ مراد لیا جائے کہ اللہ تعالی کی جانب سے اپنا دستِ قدرت رکھنے کے بعد تمام آسمان وزمین کی باتیں معلوم ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس حدیث کے راوی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہے اور آپ کا انصاری صحابی کا یہ واقعہ نقل کرنا بظاہر مدینہ منورہ سے تعلق رکھتا ہے، کیونکہ فجر کے بعد نبی کریم علیہ السلام نے انہیں یہ واقعہ اسی رات کے بارے میں بتایا تھا اور مدینہ سے پہلے ۱۳ سال تک آپ نبی اور رسول تھے، مگر یہ واقعہ اس کے بعد ہوا۔

جب کہ غالب گمان یہی ہے کہ صلح حدیبیہ اور سورۃ فتح کے نازل ہونے کے بعد یہ حدیث بیان ہوا ہوگا، کیونکہ سورۃ الفتح میں چند امور ذکر کیے گئے:

۱۔فتح مبین۔ ۲مغفرت تامہ۔ ۳۔تکمیل نعمت۔ ۴۔ہدایت۔

اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے اگر یہ کہا جائے کہ ہدایت کی چوٹی کے آخری سرے تک پہنچنا صلح حدیبیہ کی وجہ سے ملنے والی فتح سے متعلق ہوا تھا۔ اور اس کے بعد ہی اس حدیث میں بیان شدہ آسمان وزمین کے علوم کا ملنا مذکور ہوا۔

تو اسی طرح معاذ بن جبل رضی اللہ کی اس حدیث کی روشنی میں اگر یصلحہ اللہ فی لیلۃ کی تشریح دیکھی جائے، تو معلوم ہوتا ہے کہ بیعت کے بعد بعض فتوحات کے ملنے کے بعد خلافت کے بیشتر مخفی امور کے اہم نکات کی طرف اللہ تعالی امام مہدی کی رہنمائی فرما کر ان کی تربیت اور اصلاح کریں گے۔

اس طرح دونوں تطبیقات کو ملا کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اتوار کے دن پیدائش، حفظ قرآن، علوم کی تکمیل، شادی، بچوں کی پیدائش، ہجرت اور بیعت خلافت کے بعد اصلاح بھی اسی اتوار کی رات ہوگی۔ اور یصلح اللہ فی لیلۃ سے اسی نکتے کی طرف اشارہ ہو۔ یعنی ابتداء میں لیلۃ الاصلاح متعدد امور میں کئی بار یہی ایک رات کو ہوئی، لیکن اصلاح کبریٰ فتوحات کے بعد ہوگی۔

۳۔ صحیح مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ سے نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا، جب تک اس کے خواہشات اس دین کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں لے کر آیا ہوں، اور میں اس کو اپنے ماں باپ، بیوی بچوں مال و متاع اور اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاوں۔

اس کے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ ﷺ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں، مگر اپنی جان سے زیادہ عزیز نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ابھی تک ایمان کامل نہیں ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اب آپ ﷺ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو گئے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے عمر! ابھی ایمان مکمل ہوا۔ حضرت عمر نے ۳۹ نمبر پر ایمان قبول کیا، پھر مکہ مکرمہ کی زندگی اور اس کے بعد ہجرت اور یہ حدیث ہجرت کے بعد ارشاد فرمائی۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحبت کے طویل عرصے میں تکمیل کے مراتب آہستہ آہستہ پورے ہوئے تھے مگر تکمیل آخر میں اسی مجلس میں ہوئی۔ ایسے ہی امام مہدی کی تربیت و اصلاح ابتداء ہی سے جاری ہو گی۔ مگر شاید عیسی علیہ السلام کی صحبت میں یہ تکمیل پوری ہو جائے گی، جیسا کہ فرمایا: كيف انتم اذا كان عيسى بن مريم فيكم ينزل والامام منكم۔

بحث چہارم: ہدایت اور اصلاح کا سفرِ مہدویت آیتِ مبارکہ "سيهديهم ويصلح بالهم" کی روشنی میں

مراتبِ ہدایت سے گزرتے ہوئے مراتبِ اصلاح کی آخری حد تک پہنچنا کئی طویل، کٹھن مراحل سے ہو کر صبر و مصابرت، جہد و مجاہدہ کے بعد مقاماتِ توبہ، مقاماتِ معرفت سے بالآخر منازلِ رشد و ہدایت کے بلند مینار کا پر تو بن جاتا ہے۔

یہی طریقہ شاید امام مہدی کے لیے بھی ہو گا کہ آپؒ ہدایت کے اعلیٰ درجات میں پہنچ کر رفتہ رفتہ اصلاح کے مدارج کو طے کریں گے اور اس طرح خلافتِ راشدہ علی منہاج النبوۃ کے بلند و بالا مرتبے تک پہنچ جائیں گے، جہاں زمین و آسمان کے باسی آپ سے خوش اور راضی ہوں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام مہدی در حقیقت ایک راہ یاب، صالح، مصلح اور مکمل ہدایت یافتہ شخصیت کا نام ہے، جس کو حدیث میں **"خلیفۃ المہدی"** کہہ کر یاد کیا گیا ہے۔

قرآن وحدیث میں مہدویت کا لقب:

ا۔ قرآن و حدیث میں لفظِ ہدایت کا استعمال ہدایتِ ارشاد، ہدایتِ دلالت، ہدایتِ الہام اور ہدایتِ توفیق کے لیے ہوتا ہے، اس تناظر میں امام مہدی کا لقب لازماً اللہ تعالیٰ کی وحی سے مقرر ہوا ہو گا، جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی شخصیت جس کو اللہ تعالیٰ حق بات کی طرف ہدایت دیں اور مذکورہ بالا چاروں طرقِ ہدایت میں خوب خوب حصہ حاصل کریں۔ واضح رہے کہ درجۂ ہدایت رشد و معرفت کا وہ بلند ترین مرتبہ ہے، جس کی دعا نبی کریم ﷺ نے اپنے لیے اور بعض صحابہ کرامؓ کے لیے فرمائی ہے۔ چنانچہ ابو سلمہؓ کے لیے دعا فرمائی: اللھم اغفر لأبي سلمة، وارفع درجته في المهديين۔ اے اللہ! ابو سلمہ کی مغفرت فرما اور اس کا مرتبہ مہدیین میں بلند کر دے۔ اسی طرح حضرت علیؓ اپنے بعض دعاؤں میں فرماتے: اللھم اهدني وسددني۔ اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور مجھے درست سمت دکھا۔

اس ارشاد میں ہدایت کے ساتھ تسدید یعنی درست سمت کا ہونا مذکور ہوا ہے، جس میں معلوم ہوا کہ دونوں اللہ تعالیٰ کے الہامی امور میں سے ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امام مہدی کے بارے میں ایک روایت میں آتا ہے کہ اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک فرشتہ مقرر ہو گا، جو اس کو اہم امور میں درست سمت کی طرف رہنمائی کرے گا۔ امت مسلمہ کے چیدہ افراد میں امام مہدی ہی ہوں گے جس کو اصولِ ہدایت کا چشمہ عنایت کیا گیا ہو گا، جن میں اہم معاملہ مختلف فیہ مسائل، گھمبیر گنجلک امور اور متنوع قسم کے عُقدلاینحل گھتیوں کو نہایت سہل اور آسان انداز میں سلجھائیں گے، جس کے سمجھنے کے لیے سابقہ کئی مصلحین نے زندگیاں صرف کی ہو گی، لیکن آپ ایک لمحہ میں ان سارے علمی اور عملی امور کو حل کریں گے۔

۲۔ دینی اور دنیاوی امور میں ہدایت کی اہمیتِ قدر اور عظمتِ شان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہر نماز کی ہر رکعت میں ہمیں طلبِ ہدایت کی دعا کا حکم دیا ہے "اهدنا الصراط المستقيم" اے اللہ! دکھا ہمیں سیدھا راستہ۔

اور نبی کریم ﷺ بھی اپنی دعاؤں میں ہدایت کا سوال کرتے، فرمایا: اللَّهمَّ ربَّ جبريلَ وميكائيلَ وإسرافيلَ فاطرَ السَّمواتِ والأرضِ عالِمَ الغيبِ والشَّهادةِ أنتَ تحكُمُ بينَ عبادِكَ فيما كانوا فيهِ يختلِفونَ اهدِني لما اختُلِفَ فيهِ منَ الحقِّ بإذنِكَ إنَّكَ **تهدي من تشاءُ إلى صِراطٍ مستقيمٍ**.

حدیث میں امام مہدی کی اصلاح کا تذکرہ:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَهْدِيُّ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ يُصْلِحُهُ اللَّهُ فِي لَيْلَةٍ

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہدی ہمارے اہل بیت سے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ایک رات میں اس کی اصلاح فرمائیں گے۔

تشریح: اس امت میں تجدیدی کام کرنے والے مصلحین اور مجددین میں ایک عظیم صالح اور مصلح شخصیت ہوں گے، جو دینی اور دنیاوی سطح پر امت کے بگڑے ہوئے امور کی اصلاح کریں گے۔

امت کی اصلاح اور امام مہدیؒ:

امت کی دینی اور دنیاوی تمام جوانبِ حیات کی اصلاح امام مہدی کی زندگی میں تدریجی طور پر مرحلہ وار ہوگی، جس میں مندرجہ ذیل اصلاحات نمایاں مقام رکھتی ہیں:

۱۔ شرعی منہجیت کی اصلاح، ۲۔ سیاسی اصلاحات، ۳۔ اقتصادی اصلاحات، ۴۔ اجتماعی اصلاحات اور ان کے دیگر کئی بے شمار اصلاحات ہو سکتے

ہیں۔ امام مہدی کی خلافت در حقیقت خلافتِ راشدہ ہی کی ایک شکل ہوگی، تو سب سے پہلے امت کو خلافتِ راشدہ کے دور میں مسلمانوں کی اجتماعیت کی طرف لے جایا جائے گا کہ مختلف جماعتوں، گروہوں، تنظیموں اور فرقوں میں بٹے ہوئے اس امت کو فقہی، مذہبی، منہجیت اور دیگر کلامی وغیرہ مباحث کی اصلاح کر کے خلافتِ راشدہ کے مستویٰ تک پہنچایا جائے گا، جس میں خشتِ اول سنیت اور شیعیت کے مفاہیم میں اصلاح کر کے ہدایت اور اصلاح کے حقیقی روح پھونکی جائے گی، کیونکہ آپ ہی وہی شخصیت ہیں، جس پر تمام معتدل گروہوں میں اتفاق ممکن ہے، جیسا کہ امام مہدی کے جدامجد سیدنا امام حسنؓ کے بارے میں فرمایا: (إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّد، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ المُسْلِمِينَ) کہ میرا یہ بیٹا سردار ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے امت کے دو عظیم گروہوں میں

اصلاح فرمائیں گے۔ شاید امام مہدی اپنے جد امجد سیدنا حسنؓ کی طرح امت کے دو بڑے گروہوں کو متحد کردیں۔

مراتبِ اصلاحِ مہدی:

امت مسلمہ میں بیش بہا اختلافات، کئی فرقے اور مختلف جماعتوں کے درمیان ہر سطح پر اختلافات کا خاتمہ امام مہدی کی قیادت میں ان شاءاللہ ختم ہوں گے اور آپ کی اصلاح سے مختلف و متعدد نوعیت کے تمام اختلافات ختم ہوں گے اور امت متحد ہو جائے گی۔ تاہم خود دیگر اولوالعزم شخصیات کی اصلاح کی طرح امام مہدی بھی تکوینی طور پر اصلاح کے محتاج ہوں گے، جن میں بعض امور کی اصلاح اللہ تعالیٰ نے پیدائشی طور پر کی ہوگی، مثلاً آپ کی صفات میں سے یہ ہیں:

۱۔ "المہدی منی" یعنی نبی ﷺ نے فرمایا کہ امام مہدی مجھ سے ہوں گے۔ لہذا امام مہدی کا مسلک و مشرب اور تربیت اور اصلاح نبوی ہوگا۔ ۲۔ المہدی من عترتی من ولد فاطمۃ۔ کہ امام مہدی میرے اہلِ بیت اور عترت میں سے سیدہ فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ یعنی امام مہدی میں وہی اوصاف ہوں گے، جو قرآن و حدیث میں اہل بیت اور عترتِ اہلِ بیت کے لیے وارد ہوئے ہیں۔ یعنی ظلم و عصیان کی طرف عام طور پر فطرتاً متوجہ نہ ہونا، شرک و بدعت اور گناہوں کے نجاست کی طرف عادۃ میلان نہ کرنا جیسا کہ فرمایا: (إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا)

۳۔ جنتی صفات کا حامل ہونا جیسا کہ حدیث میں فرمایا: (عن أنس بن مالك رضي الله عنه ، أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ،

قال " : نحن بنو عبد المطلب سادة أهل الجنة : أنا وعلي وجعفر وحمزة والحسن والحسين والمهدي)

۴۔ جن امور کی اصلاح باقی ہو، اللہ تعالیٰ کی طرف خلافت کے لیے تیاری اور اہلِ حل وعقد اور امت کا امام مہدی پر اتفاق اور دیگر کئی ساری خوبیاں ایک رات میں پائے تکمیل تک پہنچ جائے گا، جیسا کہ حدیث میں فرمایا: **المهدی منا اهل البیت یصلحه الله فی لیلة**

بحثِ پنجم: حدیث میں امام مہدی کا بیعت سے انکار اور اس کی وجہ

نوعِ اول: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث میں سات علمائے کرام کا امام مہدی کو تلاش کر کے بیعت کا اصرار کرنا اور امام مہدی کا بیعت سے انکار کرنا وارد ہے اس حدیث میں اگر انکار کی وجہ کا بغور جائزہ لیا جائے اور امت مسلمہ کے سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا انداز دیکھ لیں، تو اس سے اس انکار کی وجہ معلوم ہوتی ہے۔

حضرت ابو بکرؓ نے انصارِ مدینہ کے سامنے قریش کی امامت کا فیصلہ سنایا اور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد بیان فرمایا کہ الائمۃ من قریش کہ امام قریش میں سے ہوگا اور اس کے بعد انعقاد بیعت کے لیے حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا نام پیش کیا اور فرمایا: ان دونوں میں سے جس کی تم چاہو، بیعت کرو۔

یہاں علامہ ابن حجر نے یہ نکتہ اعتراض اٹھایا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کو خود یہ بات معلوم تھی کہ میں سب سے زیادہ خلافت کا حقدار ہوں کیونکہ نبی کریم ﷺ کا دوسرے صحابہ کرامؓ کو چھوڑ کر انہیں نماز کے لیے آگے کرنا اس کا بڑا قرینہ تھا تو پھر مفضول کو آگے کرنے کی کیا وجہ تھی؟

اس کا جواب خود دیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا تزکیہ کرنے اور لوگوں کو اپنی بیعت کے لیے جمع کرنے میں حیا سب سے بڑی مانع تھی جب کہ اس بات کا یقین ضرور تھا کہ یہ دونوں میری موجودگی میں اپنے لیے بیعت نہیں لیں گے۔

کیونکہ اہل السنۃ کا فضیلتِ ابو بکر پر اتفاق ہے اور حضرت ابو عبیدہؓ سے حضرت عمرؓ کی افضیلت بھی مسلم تھی مگر ابو بکرؓ کا پہلی بار انکار سے مراد دست برداری یا اپنے آپ کو

نااہل کرنا مقصود نہ تھا۔ جب کہ گذشتہ فصول میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ امام مہدی عام طور پر لوگوں کو معلوم ہوں گے اور انہیں خود بھی اپنے بارے میں علم ہو گا تو پھر بیعت کے وقت آپ بیعت لینے سے کیوں انکار کریں گے اور علمائے کرام آپ کو کیوں بیعت پر مجبور کریں گے، تو اس کی کیا وجہ ہو گی؟

ایسے ہی امام مہدی بیعت سے انکار کرتے ہوئے مکہ سے مدینہ آتے جاتے ہوئے بیعت کو قبول نہیں کریں گے؟

ان سوالات کا جواب دینے سے پہلے قرآن مجید میں سیدہ مریم علیہا السلام کا قصہ ملاحظہ کریں گے، تو حدیث میں امام مہدی کا بیعت سے انکار کی وجہ معلوم ہو جائے گی اس سے متعلق وہاں چند امور مذکور ہیں:

ا۔ مریم علیہا السلام کو سالہا سال اپنے بیٹھک میں مختلف قسم کے غیر موسمی پھل اور میوے ملتے تھے چنانچہ زکریا علیہ السلام نے جب یہ نظارہ دیکھا تو بڑھاپے میں جوانی کی وہ دعائیں دوبارہ فرمانے لگیں جوان کی آرزو کا حاصل تھا کہ یا اللہ! مجھ بے اولاد اور میری بانجھ بیوی پر بھی ایسے بے موسم میوؤں کی طرح اولاد کا رحم فرما، مگر جب فرشتہ بشارت لے کر آئی، تو پھر فرمانے لگے اس کی نشانی کیا ہو گی کہ میرا بیٹا ہو گا، گویا آپ علیہ السلام اس خبر کو فطری بشری تقاضے کے مطابق بعید تصور فرما رہے تھے جو کہ گویا ایک قسم کا خوشی کے مارے انکار ہے۔

۲۔ چنانچہ مریم علیہاالسلام اپنے خالو کا بیٹا اپنی بانجھ خالہ سے پیدا ہونے کا مشاہدہ کر چکی تھی اور برسوں بغیر موسم کے میوے کھانے والی کنواری سیدہ مریم علیہاالسلام کو بچے کی خوشخبری ملی تو فوراً ہیبت سے ساری کرامات فطری بشری کمزوری کے ناطے بھول گئی اور کہا کہ مجھے تو انسان نے چھوا تک بھی نہیں، نہ زنا سرزد ہوئی اور نہ ہی مجھے نکاح کے ساتھ کسی مرد نے مس کیا، تو پھر ایسی حالت میں بچہ پیدا ہونے کے کیا معنیٰ؟

حالانکہ جو ذات باری تعالیٰ بے موسم پھل اور میوے دے سکتا ہے، بانجھ عورت اور بوڑھے آدمی کو اولاد دے سکتا ہے تو وہ بغیر باپ کے بیٹا کیوں نہیں دے سکتا۔ ایسی ہی صورت حال امام مہدی کی بھی ہوگی کہ اپنے آپ کو جاننے کے باوجود بیعت سے انکار کریں گے۔

مگر یہ انکار اس وجہ سے نہیں ہوگا کہ اپنے آپ کو اہل نہیں سمجھتے یا پھر ان کو اپنے بارے میں علم نہیں ہوگا، بلکہ بیعت کا رعب، امت کی فکر اور وقتی حالات کی نزاکت، مسلمانوں کی افراتفری اور بکھرے شیرازے کو متفق کرنا بشری طور پر بظاہر مشکل محسوس ہوگا، اس وجہ سے انکار کریں گے، جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت عمرؓ، حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اور دیگر انصار صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں خلافت کا حقدار قریش کو ٹھہرایا مگر اس کے ساتھ ساتھ اپنے علاوہ ان سے مرتبے میں کم یعنی حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو کہا کہ آپ ہاتھ بڑھائے تاکہ آپ کے ہاتھ پر لوگ بیعت خلافت کریں، لیکن اس سے مقصود ہرگز یہ نہیں کہ امت میں ان سے بڑا شخص اس عہدے کا قابل ہے یا پھر اس میں اہلیت نہیں یا پھر ان کو اپنے بارے میں خلافت کے حقدار ہونے کا علم نہیں۔ بلکہ عام طور پر کبھی کوئی مقتدا اور مقتدر شخصیت لوگوں کے سامنے اپنی فوقیت اور عہدے کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا اچھا شمار نہیں کرتا۔

ایسے ہی حضرت ابو بکرؓ کی طرح امام مہدیؒ بھی انکار کریں گے، مگر اس سے یہ مراد لینا

کہ ان کو اپنے بارے میں علم نہیں ہو گا، یہ بات اس تناظر میں عقلاً و نقلاً درست معلوم نہیں ہوتی۔

اخبار میں تدریجی انداز، ظہورِ مہدی کا اہم واقعہ اور بیعت سے انکار کی وجہ

ظہورِ مہدی سے پہلے کئی علامات کا وقوع پذیر ہونا احادیث مبارکہ میں مذکور ہیں، یہاں تک ظہورِ مہدی سے سو سال پہلے کے حالات اور اس زمانے کی علامات، ظہورِ مہدی سے پہلے مسلمانوں میں مال کی کثرت کی وجہ سے بے راہ روی اور کفار کی لمحہ بہ لمحہ مشابہت کا تذکرہ احادیث میں موجود ہے۔ ایسے ہی امام مہدی کے لیے خراسان اور مشرقی ممالک میں بطورِ تمہید اٹھنے والی تحریکیں اور ان کے خدوخال کی نشاندہی احادیث میں جابجا ملتی ہیں۔

اسی طرح ظہورِ مہدی سے پہلے جزیرۃ العرب میں غیر مسلم فوجوں کی آمد، عراق پر اقتصادی پابندیاں اور پھر وہاں کے عوام پر جنگ مسلط کرنا، اس کے بعد شام پر معاشی پابندی اور پھر وہاں پر دنیا بھر کے افواج کا تیل و گیس کے ذخائر پر خونریز جنگ کرنا احادیث مبارکہ میں موجود ہیں، جو موجودہ دور میں لمحہ بہ لمحہ پورے ہوتے جارہے ہیں، جب کہ جزیرۃ العرب پر مسلط شاہی خاندان کا باہمی مشت گریبانی اور سیاہ جھنڈوں کی آمد ہی ظہورِ مہدی سے متصل پہلے کے حالات کے طور پر احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔

ان تمام حالات کا اگر بغور جائزہ لیا جائے، تو معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح کسی بڑی خبر کی ذہن سازی کے لیے پہلے سے صاحب بصیرت حضرات کئی مراحل میں اس خبر کو آہستہ آہستہ آگے کیا کرتے ہیں، چنانچہ نبی کریم علیہ السلام کی وفات صحابہ کرامؓ کے لیے سب سے بڑی خبر تھی، جس کے لیے زیادہ ذہن سازی کی ضرورت تھی اس لیے

کچھ عرصہ پہلے ارشاد فرمایا کہ ہر سال جبرئیل امین مجھے قرآن مجید ایک بار سنایا کرتے تھے مگر اس دفعہ دو بار مجھ سے سنایا گیا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری دنیا سے رخصت ہونے کی

تیاری ہے اس لیے تقویٰ اور صبر اختیار کرو۔ اور تمام صحابہ کرامؓ سے حجۃالوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا شاید اس کے بعد میں تم سے آئندہ سال نہ ملوں۔ اسی ذہن سازی کے لیے ایک صحابی حضرت عوف بن مالکؓ سے فرمایا: قیامت سے پہلے چھ بڑی بڑی علامات ظاہر ہوں گی جسمیں سب سے پہلے میری موت ہو گی۔

ایسے ہی حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن رخصت کرتے ہوئے فرمایا اے معاذ! شاید اس کے بعد آئندہ ہم دوبارہ نہ ملیں اور تم میری قبر اور میری مسجد سے گزرو۔

اور اپنے غلام حضرت ابو مویھبہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: مجھے دنیا کی ہیشگی اور جنت کی نعمتوں کے درمیان اختیار دے دی گئی تو میں نے جنت کو پسند کیا اور دنیا کو خیر باد کہا۔ ایک مرتبہ لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اس بندہ کو دنیا کی نعمتوں اور اللہ کے پاس موجود خزانوں میں اختیار دے دی گئی تو میں نے اللہ کے پاس جانے کو پسند کیا اس بات کو سنتے ہوئے سیدنا ابو بکر رونے لگے اور فرمایا: اے حضور! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو۔

جب کہ قرآن مجید میں کئی بار نبی کریم ﷺ کا دنیا سے رحلت کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا: **وما محمد الا رسولا قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم** اور ایک مقام پر فرمایا: **وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فھم الخالدون.** اور ایک مقام پر فرمایا: **انک میت وانھم میتون**

مگر ان تمام تر تیاریوں کے باوجود جب آپ علیہ السلام کی وفات ہوئی تو یہ خبر صحابہؓ کے لیے زلزلے کی طرح اچانک لگی جن کو برداشت کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔ کمزور ایمان والے تو مرتد ہوئے، مگر سیدنا عثمان رضی اللہ مکمل خاموش ہوئے، حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر کوئی یہ بات زبان پر لائے گا تو اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا۔ مگر ایمانِ صدیقی

نے اس مقام پر ثبات اور اولوالعزمی کے وہ عظیم جوہر دکھائے جنہیں سمجھنے سے کئی حضرات صحابہؓ بظاہر عاجز نظر آرہے تھے۔

ان تمام تر تمہیدات اور مقدمات کے باوجود جب یہ صورت حال تھی تو اگر یہ ذہن سازی اور بنیادی تمہیدات نہ ہوتیں تو پھر کیا ہوتا اللہ بہتر جانتا ہے۔

ایسے ہی ظہورِ مہدی کے لیے بھی دنیا بھر میں مکمل طور پر تیاری ہو چکی ہے، کیونکہ عزیز و حکیم ذات کی جانب سے لائی جانے والی تبدیلی کا فیصلہ ہے،ان تمام تر وجوہ سے اچھی طرح معلوم ہوا کہ کس طرح امام مہدی کو اپنے بارے میں علم ہو جانے کے باوجود بیعت قبول کرنے سے انکار کریں گے۔

تاہم دوسری کئی احتمالات بھی اس بارے میں ممکن ہیں کہ شاید انہی وجوہ کی وجہ سے امام مہدی بیعت قبول کرنے سے انکار کریں گے۔

جیسا کہ سنن ترمذی میں روایت ہے کہ یحیٰ بن زکریا علیہ السلام کو اللہ تعالی نے حکم دیا کہ اپنی امت کو پانچ باتوں کے بارے میں حکم دو اور خود بھی ان پر عمل کرو، مگر آپ علیہ السلام اس میں پس و پیش کرتے رہے لیکن جب حضرت عیسی علیہ السلام نے وجہ پوچھی اور کہا کہ میں حکم دیتا ہوں، تو حضرت یحیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر تم نے اس بارے میں مجھ سے پہل کی، تو مجھے زمین میں زندہ در گور ہونے یا عذاب میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہے۔اس لیے میں نے سستی کی...

oooooooooo